## سوال

(169)تکبیر تحریمہ سے قبل زبان سے نیت کرنا مسنون ہے یا بدعت۔

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱ نماز شروع کرتے وقت یعنی تکبیر تحریمہ سے پہلے زبان سے نیت کرنا جیسا کہ عام رواج ہے کہ نیت کی ہے میں نے چار رکعت فرض ظہر نماز کی پیچھے اس امام کے یہ مسنون ہے یا بدعت؟

۲ میں نے مولانا۔۔۔۔۔۔کو تکبیر تحریمہ سے پہلے بجائے مروجہ نیت کے یہ دعا بالجہر پڑھتے سنا ''انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلٰوتی و نسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین'' اس روز سے میں یہ دعا تکبیر تحریمہ سے پہلے پڑھتا ہوں، مگر بعض علماء سے سنا ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے یہ دعا ثابت نہیں، اس بارہ میں رہنمائی فرمائیں۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

''نیت'' کا لفظ قابل غور ہے۔ نیت کا معنی ہے مقصد اور ارادہ۔ اور تمام اہل علم اور ارباب دانش و بینش کا اتفاق ہے کہ قصد اور ارادہ دل کا فعل ہے نہ زبان کا۔ اس لیے اگر دل سے نمازی نے نماز کی نیت کرلی تو آئمہ اربعہ بلکہ تمام آئمہ دین کے نزدیک اس کی نیت ل صحیح ہوگی (۱) نماز
کے لیے زبان سے نیت کا اظہار نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ خلاف راشدین اور دوسرے اصحاب کرام سے اور نہ آئمہ دین سے، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت صحابہ کرام نے بڑی تفصیل سے بیان کی ہے۔ اور صحابہ کرام کی نماز بھی تابعین نے بیان کی ہے۔ اہل علم سے یہ مخفی نہیں کہ کسی سے یہ ثابت نہیں کہ نیت کا تلفظ ادا کرتے تھے بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو جس نے نماز جلدی جلدی پڑھی، نماز کا طریقہ سکھلاتے ہوئے فرمایا: اذا قمت الی الصلٰوۃ فکبر ثم اقرء ماتیسر منک من القران یعنی جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو اس کے بعد جو قرآن یاد ہو اور آسانی سے پڑھ سکتے ہو خ وہ پڑھو۔ (الی آخرہ) (۲) اور تمام حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے تحریمھا التکبیر و تحلیلھا التسلیم یعنی نماز میں داخل ہوجاتا ہے نمازی تکبیر تحریمہ کے کہنے سے اور نماز سے باہر ہوجاتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سے۔
(۳) حضرت عائشہؓ سے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ کان یفتتح الصلٰوۃ بالتکبیر والقراۃ بالحمد للہ رب العالمین یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ''اللہ اکبر'' سے نماز شروع کرتے اور نماز میں قرأت الحمد للہ رب العلمین سے شروع کرتے۔'' اور کوئی ایسی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے اس مضمون کی ثابت نہیں نہ صحیح نہ ضعیف کہ وہ تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کا تلفظ کرتے تھے نہ سراً نہ جہراً۔ اس لیے شرعاً یہ ثابت نہیں۔ بلکہ علماء نے اسے بدعت قرار دیا ہے اور اس پر شدید انکار کیا ہے۔
عقلاً بھی یہ بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ ایک شخص گھر سے نماز کے ارادہ سے چلا ہے۔ مسجد میں آکر اس نے وضو کیا۔ اب رو بقبلہ ہو کر نماز پڑھنے لگا ہے اب اس کا تلفظ سے نیت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کھانا شروع کرنے سے پہلے یہ کہے ''میں نیت کرتا ہوں کہ یہ کھانا کھاؤں تاکہ پیٹ بھر جائے اور بھوک جاتی رہے۔ یا کپڑا پہنتے ہوئے یوں کہے میں نیت کرتا ہوں کہ یہ کپڑا پہنوں تاکہ میں اس سے بدن ڈھانکوں یا اس سے سردی سے بچاؤ حاصل کروں یا دھوپ کی تمازت سے بچ جاؤں۔ کیا کوئی عقلمند اس قسم

کی نیتوں کو جو دل میں موجود ہیں ان کے تلفظ کو صحیح اور قرینِ دانش سمجھے گا۔

### بدعتِ حسنہ

بعض متاخرین فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے چونکہ ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یا صحابہ کا عمل بلکہ ائمہ دین میں سے کسی کا فتویٰ بھی اس کے پاس نہ تھا اس لیے اس کو بدعتِ حسنہ کہہ کر اس کے جواز کا فتوی دیا۔ اس لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب درج کرنا اہل انصاف کےلیے موجب بصیرت ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ، حضرت مجدد صاحبؒ اپنے مکبوب کے دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۱۸۶ میں فرماتے ہیں۔ گفتہ اند کہ بدعت ہر دو نوع است حسنہ وسیئہ، حسنہ آں عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آنحضور وخلافء راشدین علیہ و علیہم من الصلوت اتمہا و من التحیات اکملہا پیدا شدہ باشد و رفع سنت نمید وسیئہ آنکہ رفع سنت باشد۔ ایں فقیر راہیچ بدعتے از بدعتہا حسن و نورانیۃ مشاہدہ نمیکند وجز ظلمت وکدورت احساس نمے نماید۔ '' اس کے بعد فرماتے ہیں کہ علماء اور مشائخ نے بعض بدعات کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدعات بھی رافع سنت ہیں اس کے بعد اس دعویٰ کی تائید میں کچھ مثالیں بیان کی ہیں ایک مثال اسی زیر مسئلہ بحث کی دی ہے۔ فرماتے ہیں۔ وہمچنیں است آنچہ علماء در نیت نماز مستحسن داشتہ اند کہ باوجود ارادہ قلب بزبان نیز باید گفت و حال آنکہ ازاں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوۃ والسلام ثابت نشدہ است نہ بروایت صحیح ونہ بروایت ضعیف و زاز اصحاب کرام وتابعین عظام کہ بزبان نیت کردہ باشند بلکہ چوں اقامت سے گفتند تکبیر تحریمہ میفر مودند' پس نیت بزبان بدعت باشد (صفحہ ۷۲، ۷۳) طبع امرتسر

شیخ الحدیث عبد الحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (فارسی) میں فرماتے ہیں: '' اختلاف ردہ اند علماء در نیت نماز، بعد از اتفاق ہمہ براں کہ بجہز گفتن آں نا مشروع است کہ تلفظ نیت شرط صحت نماز است یا نہ، صحیح آنست کہ شرط نیست و مشروط دانستن آں خطا است۔ '' اس کے بعد لکھتے ہیں کہ فقہا نے یہ لکھا ہے کہ اگر زبان سے نیت کا تلفظ کرے تو بہتر ہے تاکہ زبان دل کے موافق ہو جائے، لیکن محدثین فرماتے ہیں کہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے نیت کا تلفظ کیا ہو۔ آخر میں فرماتے ہیں۔ پس طریقہ سنت و اتباع آں نست کہ ہم بر نیت بدل اختصار کند، واتباع ہم چنانکہ در فعل واجب است در ترک نیز مے باید، پس آنکہ مواظبت نماید بر فعل آنچہ شارع نکروہ باشد بتدع بود (ص ۱۹) یعنی طریقہ سنت اور صحیح اتباع سنت کا تقاضا یہی ہے کہ صرف دل سے نیت کرنے پر کفایت کی جائے اور اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کسی کام کے کرنے میں واجب ہے اسی طرح نہ کرنے میں بھی واجب ہے پس جو شخص ایسا کام ہمیشہ کرتا ہے جو شارع علیہ السلام نے نہیں کیا ہے، وہ بدعتی ہو گا۔

### نیت ضروری ہے

اس ساری بحث میں اس سے غافل نہیں ہونا چاہیے کہ نیت دل سے بھی نہ کی جائے تکبیر تحریمہ سے پہلے حضور قلب سے نیت نماز کی کرنی چاہیے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ والمعارفتہ المشروعۃ قد تفسر بوقوع التکبیر عقیبۃ النیۃ وھذا ممکن لاصعوبۃ النیۃ وھذا ممکن لاصعوبۃ فی بل عامۃ الناس ھکذا یصلون بل ھذا السر ضروری وقد تفسر بحضور جمیع النیۃ مع جمیع اجزاء التکبیر وھذا قال نوع فی امکانہ فمنھم من قال انہ غیر ممکن ولا مقدور للبشر فضلا عن وجوبہ (مختصر الدرر المضیہ من الفتاوی العربیہ ص ۱۰۰۹) یعنی تکبیر اور نیتہ ساتھ ساتھ کی جائے کی تشریح بعض نے تو یہ کی ہے کہ پہلے نیت حضر قلب سے کی جائے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی جائے۔ فرماتے ہیں یہ تو ممکن ہے اور اس میں کوئی مشکل نہیں بلکہ عام طور پر لوگ اسی طرح نماز پڑھتے ہی ہیں بلکہ یہ ضروری ہے بعض نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ اللہ اکبر کے الفاظ ادا کرتے ہوئے ساتھ ساتھ نیت نماز کی جائ۔ اس تشریح کے متعلق یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ممکن نہیں اور انسان کی قدرت سے باہر ہے، چہ جائے اسے واجب کہا جائے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ نمازی کےلیے ضروری ہے کہ وہ اللہ اکبر کے معانی کا استحضار کرے اس وقت نمازی کا دل اللہ عزوجل کی کبریائی کی طرف مشغول ہونا چاہیے اس کے علاوہ فرماتے ہیں کہ نیت شرط نماز ہے اور یہ طہارت کی طرح عبادت سے مقدم ہونی چاہیے کہ دل سے نیت ضروری اور شروط نماز سے ہے، پس پوری توجہ اور حضور قلب سے رو بقبلہ ہو کر جو نماز بھی پڑھیں اس کی نیت دل سے کریں۔ اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہیں اور ساری نماز اسی طرح حضور قلب اور توجہ سے پڑھیں۔

تکبیر تحریمہ سے پہلے مروجہ نیت کے بجائے انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض کا پڑھنا صحیح نہیں ہے جن روایات میں اس دعا کے پڑھنے کا ذکر ہے اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ دعا تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی گئی۔ جن مولانا صاحب کا آپ نے ذکر کیا ہے ان سے تسامح ہوا ہے۔ یہ مولانا صاحب حنفی مسلک کے ہیں اور امام طحاوی نے امام ابو یوسف سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ مشہور دعا استفتاح ''سبحانک اللھم وبحمدک '' کے بعد اور تعوذ (اعوذ باللہ) سے پہلے '' وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض (الیٰ اخرہ) پڑھتے تھے امام طحاوی نے امام ابو یوسف کا قول نقل کر کے فرمایا ہے کہ ہمارا بھی فتویٰ یہی ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: وکان ابو یوسف قد قال بآخرہ فیما عنہ اصحاب الاملاء انہ یقول قبل التعوذ ایضاً وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض (الیٰ اخرہ) یقدم ماشاء من ''سبحانک اللھم وبحمدک '' ومن وجھت وجھی '' یوخر الاخریٰ قال ابو جعفر وبہ ناخذ (مختصر الطحاوی) امام ابو یوسف اور امام طحاوی کے فتویٰ کے مطابق یہ دونوں دعائیں تکبیر تحریمہ کے بعد اور تعوذ سے پہلے پڑھی جائیں ان میں سے کسی ایک دعا کو پہلے اور دوسری کو بعد میں پڑھ لے اس میں کوئی مضائقہ

نہیں۔ اس لیے بعض علماء کا تکبیر تحریمہ سے پہلے مروجہ نیت کے بجائے ''وجہت وجھی'' دعا کا پڑھنا ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اسے ترک کر دیجیے اگر پڑھنا چاہیں تو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھیں۔

## فتاویٰ علمائے حدیث

**جلد3 ص85۔88**

محدث فتویٰ